طب کے پُرجوش حامی تھے
مگر ایلو پیتھی کے بھی مُنکر نہ تھے

ڈاکٹر ایم اے صوفی

17- اکتوبر 1998ء کے ہمدرد شوریٰ کے اجلاس میں حکیم محمد سعید صدارت فرمارہے تھے- سپیکر ایس ایم ظفر 'مجلس کے اراکین' خواتین و حضرات ہمدرد شوریٰ اور پریس والے میٹنگ میں موجود تھے- آئین پاکستان میں 15 ویں ترمیم کی تبدیلی پر بحث تھی- تاکہ آئین جیسے قومی اثاثے کو پروان چڑھانے کی سعی کی جائے اور ساتھ آئین کے فروغ کے لیے احساس بیدار کیا جائے- حکیم صاحب کو ملکی حفاظت کی لگن تھی-ان کے ذہن کے مطابق پاکستان دنیا کا ایک وسیع ترین خطہ ہے جو جغرافیائی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے-اگر اس مملکت خداداد کی اس خصوصی حیثیت میں ردوبدل کیا گیا تو نتائج بھیانک ہو سکتے ہیں-ان کو خارجہ پالیسی اور اندرونی پالیسی زیادہ پسند نہ تھی -آئین کی 15ویں ترمیم سے اختلاف تھا ان کی واحد آپشن مضبوط پاکستان تھا-

حکیم محمد سعید صاحب سے راقم کے تعلقات 40 برسوں پر مشتمل ہیں- 1958ء سے لے کر 17- اکتوبر 1998ء تک میں نے ان کو انتہائی متحرک' وسیع ترین ذہنی استعداد کا مالک اور فعال شخصیت پایا-ماہانہ تقریب شام ہمدرد میں شرکت کرنا میرے لیے باعث افتخار تھا-شروع میں حکیم صاحب پرکشش تھے-جوان تھے اور حقیقی زندگی کے اطوار کے اسلوب سے وابستہ تھے-وہ سندیافتہ حکمت کے حامی تھے-غیر سندیافتہ حکماً کے لیے وہ اجنبی تھے-شروع میں وہ لاہور آئے-اس وقت ہوٹل یا ریستوران پارک جہاں آجکل ہلٹن (آواری) ہوٹل ہے 'شام ہمدرد کی محفل سجایا کرتے تھے-شام ہمدرد میں بے شمار دانشوروں نے قومی امور پر اظہار خیال کیا اور بے شمار لوگوں نے ان تقریبات سے علمی 'فکری اور تمدنی اعتبار سے استفادہ کیا- قومی امور پر غوروخوض ہوا- کئی شخصیات کو ایسی تقاریب نے متعارف کرایا-

لہٰذا ہم اس قافلہ کے ہمسفروں میں سے ایک تھے - تاہم ان کے ساتھ نامناسب سلوک کیا گیا- حکیم صاحب نے جب یہ سفر کراچی سے کیا شاید اس وقت کراچی کی آبادی پانچ لاکھ سے بھی کم تھی- شہر کراچی میں چند موٹر گاڑیاں 'سینما گھر' ریستوران ایرانی قسم کے تھے - تاہم اونٹ اور گدھے زیادہ بار برداری کے لیے ہوتے تھے - حکیم محمد سعید حکیم عبدالمجید (مرحوم) کے فرزند ارجمند تھے - محترم عبدالمجید صاحب نے ادارہ ہمدرد کی ابتدا ہندوستان کے شہر دہلی میں 1906ء میں کی تھی - تاکہ طب و صحت کو مشرقی طب کے میدان میں منظم کیا جائے - حکیم صاحب اتنی زیادہ عمر نہ پا سکے - یہ کام ادھورا رہ گیا مگر حکیم صاحب کے دونوں برخورداروں نے طب مشرق میں ترقی کی-

حکیم محمد سعید پاکستان کی الفت اور محبت میں دلی کا ہمدرد دواخانہ اپنے بزرگ عزیز محترم عبدالحمید صاحب کو دیکر نئے عزائم کے ساتھ کراچی پاکستان آگئے -19- جون 1948ء کو ہمدرد مطب کی ابتدا آگئی - حالات مشکل تھے مگر ارادوں میں مضبوطی تھی - ہمدرد مطب کا افتتاح اس وقت کے وزیر تعلیم سندھ محترم الٰہی بخش نے کیا کام چلنا شروع ہو گیا - آب و ہوا کراچی کی ایسی تھی کہ لوگوں کے مزاج کے مطابق اور طبیعت سے موافق قسم کی ادویات میسر آنے لگیں - حکیم محمد سعید صاحب خود مطب میں مریضوں کو دیکھتے 'جذبہ خدمت اور خلوص کی بدولت ہمدرد طب کا چرچا شہر اور گاؤں میں ہونے لگا-

کراچی میں آبادی کم تھی 'ناظم آباد میں زمین لی گئی ظاہر بات ہے ان دنوں زمین سستی تھی -1952ء میں ایک فیکٹری لگانے کا فیصلہ کر لیا - آپ نے مصر کے سفیر پاکستان سے خواہش ظاہر کی چنانچہ مئی 1952ء کو مصر کے سفیر عبدالوہاب عزام نے ہمدرد فیکٹری کا سنگ بنیاد رکھا - ایک شخص 1948ء میں 22 روپیہ سے کام شروع کرتا ہے -1952ء میں فیکٹری کا سنگ بنیاد رکھ دیا جاتا ہے - ایک سال بعد 17 مئی 1953ء کو ہمدرد فیکٹری کی ایک منزلہ عمارت مکمل ہوئی - خان عبدالقیوم خان سابق وزیر اعلیٰ سرحد اس وقت پاکستان کے وزیر صنعت تھے - انہوں نے ہمدرد فیکٹری اور لیبارٹری کا افتتاح کیا اور اب وہی جگہ نہایت شاندار تین منزلہ جدید ترین تعمیر شدہ عمارت ہے - جہاں ہمدرد کی ساری ادویات ماڈرن مشینری کے عوض تیار ہوتی ہیں - حکیم محمد سعید نے اپنے والد ماجد کے نام پر ہمدرد مرکز المجید تعمیر کیا ہے - جہاں ہمدرد فاؤنڈیشن اور ہمدرد وقف کے دفاتر قائم ہیں-

1906ء میں مسلم لیگ کی بنیاد ڈھاکہ میں رکھی گئی اور 1906ء ہی میں دہلی میں ہمدرد دواخانہ بنا اور ہمدرد دواخانہ نے حکیم محمد سعید کی نگرانی میں سفر کا آغاز کراچی سے کیا - آپ یہ خوبی تھی کہ اپنے ساتھ مختلف الخیال افراد کو ساتھ لے کر چلتے تھے - اس باہمی تعاون اور رابطہ سے لوگوں کے درمیان محبت پیدا ہونے لگی اور علمی اعتبار سے فروغ میسر آیا - وقت گزرتا گیا 'تحقیقی اور علمی اور معلوماتی قسم کی سرگرمیوں کی طرف حکیم محمد سعید نے توجہ دی - شام ہمدرد کا اجرا ایسا اقدم تھا جس سے رفاقت اور تعلیم یافتہ طبقہ میں شعور مزید بیدار ہوا - ہم نے بھی ایسی شام ہمدرد 1958ء سے حکیم صاحب کا ساتھ دیا - بعد میں 'سائنسدان 'ڈاکٹرز اور حکیم کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا - سہ رکنی ادارہ سے تعاون اور مراسم مختلف طبقوں میں مزید ہو گئے - ساتھ ہی "ہمدرد صحت" رسالہ کا اجرا کیا گیا اور اس

ماہنامہ کو کم از کم ساٹھ برس ہو چکے ہیں یہ باقاعدگی سے صحت کے اصولوں کا شعور پیدا کر رہا ہے اس ہمدرد صحت میں ماڈرن میڈیسن کے مضامین بھی ہوتے ہیں- مترجم صاحبان بڑی کاوش سے ایسا مفید کام کرتے رہے-

ہمدرد میڈیکس انگریزی زبان میں حکیم محمد سعید نے نکالنا چاہا اس میں دنیا کے سائنسدانوں کی ریسرچ' جڑی بوٹیوں پر تحقیقی قسم کے مضامین شائع ہوتے ہیں- راقم کے کئی تحقیقی مقالے اس رسالے میں شائع ہوئے جو راقم نے جاپان یا دیگر جگہوں میں کانفرنس میں پڑھے تھے- علم سے ان کی محبت کا ثبوت ہمدرد لائبریری قائم کرنے سے ہے یہ لائبریری پہلے الجید سنٹر میں تھی اب اسے مدینہ الحکمت شہر علم و حکمت میں تبدیل کر دیا گیا ہے- حکیم صاحب نے راقم کو بتایا کہ دنیا کی چند ایک مشہور لائبریریوں میں سے ایک ہے جس میں نایاب کتابیں اور رسائل ہیں- حکیم صاحب کا ٹارگٹ ایک ملین کتابوں کو جمع کرنے کا تھا اور لائبریری میں 2 ملین کتابوں کی گنجائش رکھی گئی ہے-

راقم کو 18- جنوری 1998ء کو حکیم محمد سعید صاحب کا خط آیا کہ ہمدرد لائبریری کے لیے اپنی کتب میں سے ایک کا مسودہ ہاتھ کا لکھا ہوا روانہ کر دیں تاکہ اسے جلد کرا کے لائبریری میں آئندہ نسلوں کے لیے وقف کیا جائے- چنانچہ راقم نے 7- اکتوبر 98ء کو مسودہ لاہور میں "جناح سے قائد" کتاب کا دے دیا-

آپ اتفاقیہ گورنر سندھ بن گئے- کراچی یونیورسٹیوں کا شہر ہو گیا- ہمدرد یونیورسٹی تیار ہو گئی- 1991ء کو افتتاح ہو گیا- اس میں ہمدرد کالج آف میڈیسن اور ہمدرد کالج آف ایسٹرن میڈیسن' انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ سائنسز' انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن' ہمدرد پبلک سکول جیسے ادارے کام کر رہے ہیں' مدینہ الحکمت میں 100 ایکڑ اراضی پر ہمدرد پبلک سکول جس میں تقریباً 5 ہزار طلبہ تربیت حاصل کر سکتے ہیں-

حکیم محمد سعید کا مقصد تعمیر پاکستان تھا وہ پاکستان میں تعلیم' سائنس' اسلامی ثقافت کو فروغ دینا چاہتے تھے- وہ بین الاقوامی سیمینار' عالمی ادارہ صحت کی مجالس میں علم و حکمت اور سائنس پر تقاریر کرتے رہے ہیں- وہ ماڈرن میڈیسن کے خلاف نہ تھے- ضرورت کے وقت وہ ایلوپیتھی کا طریقہ علاج قبول کرتے تھے اور اس فیلڈ کے ماہرین کے قدردان تھے- وہ راقم کے مطب میں تشریف لاتے تھے- 82-1978ء تک ہم نے ان کے مسوڑوں کی سرجری کی اور مصنوعی داڑھیں فکسڈ کیں- ایلوپیتھی ادویات دیں- اسی طرح انہوں نے اپنی آنکھ کا علاج لیزر سے کرایا تھا- انہوں نے سارا واقعہ مجھے سنایا تھا-

○ ○

حسد ایسا بدترین جذبہ ہے کہ اس کے اثرات کا جائزہ لینا دشوار ہے- معاشرے کے اسی فیصد جرائم کا محرک یہی سیاہ جذبہ ہے جس کو حسد کہتے ہیں- اگر آپ غور کریں تو ہمارے دل صحرا میں ایک ایسے چھوٹے شہر کی طرح ہیں جس کے گرد کوئی فصیل یا قلعہ نہیں- نیکیوں کا رہزن اپنی غارتگری سے اس شہر کو چشم زدن میں تاراج کر سکتا ہے- شہروں کی رونق اور جمال کے دشمنوں میں حسد سب سے زیادہ اہم ہے- دل ویران و تباہ ہو جاتا ہے- عمل کی قوت سلب ہو جاتی ہے اور ناکامی و محرومی کی آتش سوزاں حاسد کی تقدیر بن جاتی ہے- (حکیم محمد سعید)

○ ○

بنام ایم اے صوفی

اب محترم ڈاکٹر ایم۔ایچ صوفی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

علم کی اشاعت، فکر کی وسعت اور دانش کی حفاظت کسی قوم کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے، اس لیے وہ اصحاب جو اس خدمت میں حصہ لیتے ہیں اور اپنے علم و فکر کو ملک و ملت کے لیے عام کرتے ہیں۔ ہمارے لیے نہایت قابل احترام اور لائق ستائش ہیں۔

میں نے برصغیر کے ان اہل فکر و نظر اور صاحبان تصنیف کی ایک فہرست مرتب کی ہے جن کے بارے میں مجھے یقین و اطمینان ہے کہ انھوں نے برصغیر میں انقلاب فکر پیدا کیا ہے اور تعمیر و تہذیب اذہان میں ناقابل فراموش اور موثر و مثبت حصہ لیا ہے۔ اس فہرست میں آپ کا اسم گرامی بھی ہے۔ میں ممنون ہوں کہ آپ ازراہ لطف و کرم اپنی گراں قدر تصانیف وقتاً فوقتاً ہدیۃً بھجواتے رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ میرے پاس ایک قیمتی سرمایہ ہے مگر میں اس سے ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی کم سے کم ایک تصنیف کا اصل مسودہ بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ برصغیر میں اہل فکر و قلم کی تحریرات کو محفوظ کرنے کا تخیل صرف اس حد تک ہے کہ قومی اور سیاسی رہنماؤں کے بارے میں اس قسم کا انتظام کیا جاتا ہے ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک سیاسی رہنما سے زیادہ اہمیت کی حامل وہ شخصیات ہیں کہ جو افکار کو جنم دیتی ہیں اور علم و عمل کی راہوں کو ہموار کرتی ہیں۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی تمام تحریرات کو جمع کر کے ان کو محفوظ کر دینے کا انتظام کر دوں۔ بلاشبہ یہ تحریرات آج بھی قیمتی ہیں اور آج سے پچاس اور سو سال بعد ان کی قیمت و قدر کئی گنا زیادہ ہو گی کہ ان کو ایک اثاثۂ ملی کی حیثیت حاصل ہو گی۔ پچاس اور سو سال بعد شاید ہم تو اس دنیا میں موجود نہیں ہوں گے مگر میں فکر و نظر کے لیے آنے والی ملت کے لیے یہ تاریخی سرمایہ محفوظ کر جاؤں گا۔ جو متعدد اعتبارات سے موضوع فکر بن سکتا ہے۔

میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ کم سے کم اپنی کسی ایک تصنیف کا مکمل مسودہ اصل حالت میں (یعنی جس حال میں کہ کتابت یا طباعت کے لیے دیا گیا تھا) مجھے عطا فرما دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسے مجلد کرا کے بیت الحکمہ کے شعبہ مسودات مصنفین میں محفوظ کر دوں۔ آپ کے اس تعاون و عطا سے مجھے ملی خدمت کا موقع مل جائے گا اور میں ہدیہ تشکر و امتنان بھی آپ کو پیش کر کے مطمئن ہوں گا۔

میری ایک اور درخواست یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے حالات (بایو ڈیٹا۔ حیات نامہ) سے بھی مطلع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں تاکہ میں اس مسودہ کے ساتھ اسے بھی محفوظ کر سکوں۔

احترامات فائقہ کے ساتھ

آپ کا مخلص

(حکیم محمد سعید)